مطبوعات

عصرِ حاضر کی اسلامی تحریکیں : از جناب منیر احمد خلیلی ' حسن البناء اکیڈمی' علامہ اقبال کالونی ٹینچ بھاٹہ' راولپنڈی صدر۔ ناشر: مکتبہ اردو ڈائجسٹ ' ۲۴ سرکلر روڈ ' لاہور۔ سفید کاغذ پر کمپیوٹری طباعت۔ مضبوط جلد مع رنگین گردپوش۔ صفحات ۲۵۵ ۔ قیمت ۷۰ روپے۔

جواں سال منیر احمد خلیلی بہ حیثیت ایک صاحبِ قلم کے اب صاحبِ مقام بھی ہیں۔ رسائل اور اخبارات میں لکھتے رہے ' پھر ۱۹۹۲ میں انہوں نے ۲ کتابیں شائع کرائیں جو اس بات کی شہادت دیتی ہیں کہ خلیلی صاحب کو اسلام ' اور خصوصاً دورِ حاضر میں احیائے اسلام کی تحریکوں اور خدمتِ اسلام کے لیے تگ و تاز کرنے والی شخصیتوں سے کتنی محبت ہے۔ وہ جن مشکلات کے جنگل کو عبور کر رہے ہیں' وہ نہ صرف ان کی فکر اور سیرت کو پختہ کر دے گا بلکہ اللہ تعالیٰ ان کی خاص دست گیری و مشکل کشائی فرمائے گا۔

فی الحقیقت تحریکاتِ اسلامی (بلکہ تحریکِ اسلامی) مختلف شخصیتوں اور جماعتوں کے ذریعے دنیا بھر میں جہاں جہاں دھندلا یا جامع اور ٹھوس کام کر رہی ہیں ان سب کے تفصیلی احوال مرتب ہو جانے چاہئیں۔ اسلامی تحریک دو خطوں سے آگے پیچھے اٹھی --- مصر سے اخوان المسلمون کی شکل میں ' اور برصغیر پاک و ہند میں جماعتِ اسلامی کی شکل میں۔ اب بعد میں تو یہ صورت ہے کہ دنیا میں جہاں کہیں ٹکر اور کشمکش اور مسلمانوں پر ظلم ڈھانے کی کیفیت پیدا ہوتی ہے ' وہاں بغیر کسی کے پروپیگنڈے کے از خود مولینا مودودیؒ اور تحریکِ اسلامی کے ناموں سے جذبوں اور کرداروں میں ایک عملی رو دوڑنے کا سماں بندھ جاتا ہے۔روسی ریاستوں میں مولینا مودودیؒ ' مقبوضہ کشمیر میں مولانا مودودیؒ مقبوضہ افغانستان میں مولینا مودودیؒ اور دیگر تمام مقامات پر جہاں مسلمانوں میں اٹھان اور حرکت آ رہی ہے' اس نام کو ایک قوتِ محرکہ کی حیثیت حاصل ہے۔ مگر دوسرے تمام خادمانِ احیائے دین کی قدرو منزلت ہمارے دلوں میں ایسی ہے کہ گویا وہ سب مودودیؒ ہیں۔

یہ کتاب جس کا انتساب مولینا ابوالاعلیٰ مودودیؒ اور امام حسن البناؒ سے کیا گیا ہے ' ساری تحریکوں کا ایک جائزہ پیش کرتی ہے۔

اس کا مقدمہ خلیلی صاحب نے بہت دباؤ ڈال کر مجھ سے لکھوایا مگر اسے چھوڑ کر ہم آگے چلتے ہیں۔ خلیلی صاحب کا پہلا مضمون --- الجماعت اور جماعت --- خاصے اہم مسئلے پر مشتمل ہے۔ دورِ نبوت کے بعد دورِ خلافت اور پھر منہاجِ نبوت سے انحراف کا دور' خلافت کا خاتمہ۔ پھر اس کے بعد مولف نے عنوان لیا ہے "مطلعِ امت پر اسلامی تحریکوں کا ظہور"۔ اس بحث میں حوالوں کے ساتھ تاریخ کا مفصل جائزہ ہے۔ اس کے آخر میں ان تحریکات کو الجماعت اور خلافت کا نام مستقبل میں دینے کی تجویز درست نہیں۔البتہ امام حسن البناؒ اور مولینا مودودیؒ کی دو جماعتوں کا ذکر کرتے ہوئے' دو ایسی نمایاں خصوصیات بیان کی گئی ہیں جو وزن رکھتی ہیں۔

ایک اہم موضوع "کچھ غارت گر رجحانات" کا ہے۔ بعض خوبیوں کے تذکرے کے ساتھ ان خرابیوں اور خطرات کی نشاندہی کی گئی ہے جو خود رو گھاس اور بالیوں کی طرح اشجارِ طیبہ کے لیے تباہ کن بن جاتی ہیں۔ ان کے لیے بہت محنت سے حوالے اکٹھے کیے گئے ہیں۔ کتاب و سنت سے بھی اور حال کی تحریکوں اور تحریکی بزرگوں کے احوال و اقوال سے بھی۔ یہ بحث خاصی طویل ہے۔ پھر برصغیر پاک و ہند کی تحریکوں کے ظہور اور نشوونما کے حالات مذکور ہیں۔ ضمناً کچھ دوسری تحریکات کا بھی ذکر کیا گیا ہے۔ مولینا مسعود عالم ندوی کی مشہور کتاب "برصغیر ہندو پاکستان میں اسلامی تحریک کی تاریخ" میں تحریکِ مولینا مودودیؒ سے پہلے کے دور کا جائزہ لیا ہے۔جناب عبیداللہ جند فلاحی نے "تاریخ دعوت و جہاد" برصغیر کے تناظر میں لکھی۔اس کتاب میں تبلیغی جماعت ' سلفی تحریک ' حضرت مجدد الف ثانیؒ شاہ ولی اللہؒ ان کے عظیم خاندان' شہدائے بالا کوٹ (تحریکِ مجاہدین)' اقبال ' دیوبند اور ندوہ کی عملی و فکری تحریکیں' سب کا ذکر کیا ہے۔ مگر فرائضی تحریک کا ذکر نہیں۔ مولف کا کہنا ہے کہ وقتی ہیجانات اور دین کے کسی جزوی تصور کو لے کر جو کام کیے گئے وہ یا تو مٹ گئے یا تحریک نہ بن سکے۔ اور حقیقت یہ ہے کہ لوگ لفظ تحریک کا اطلاق بھی اس کے اصطلاحی مفہوم کو سمجھے بغیر کر دیتے ہیں۔

ایک بحث یہ پیدا ہوئی ہے کہ اسلامی تحریکیں مکی دور میں ہیں یا مدنی دور میں۔ اس سلسلے میں خاصی مفید گفتگو ہے۔ اور آگے چل کر تو صحوۂ مبارکہ (Resergence) کا باب آتا ہے' بلکہ سلامک ریسر جنس کہنا چاہیے یعنی اسلامی تحریکوں کے اثر سے عقیدوں ' اخلاق اور رویوں میں صحیح اسلامی رخ پر افراد میں تبدیلیاں آ رہی ہیں۔ صحوۂ اسلامیہ کے محرکات و مظاہر' ان کے لیے آفات

اور فتنے ' مثلاً غلو ' غضب ' پھر بے صبری ' عجب و استکبار ' مقصد سے بے تعلق مباحث' نیت میں خلل و فتور۔

اس کے بعد خارجی موانعات ' یعنی مختلف اطراف سے مخالفتوں کے حملے اور سامراج کی ریشہ دوانیاں ' خود اپنی حکومتوں کے معاندانہ رویے اور متعدد مزاحمتی اسباب۔

کتاب کی اہم ترین بحث جس میں اسلامی تحریکوں کی اندرونی غلطیوں ' کوتاہیوں اور منفی رجحانات کا ہمدردانہ جائزہ لیا گیا ہے۔ اس رخ پر سوچنے والے اور لکھنے والے کم ہی لوگ ہیں ' جو ہیں وہ ذہنی کشمکش اور اپنے عہدوں کے زیر اثر ایسا ٹھنڈا ' معتدل اور خیر خواہانہ مضمون مشکل سے لکھ سکیں گے۔

میں نے اپنا مقدمہ اسی باب سے متاثر ہو کر لکھا۔

۱۹۹۲ کی شائع شدہ کتابوں میں سے ایک اچھی کتاب ' جسے تمام مسلمانوں کو خصوصاً" احیائے اسلام کا جذبہ رکھنے والوں کو ضرور پڑھنا چاہیے۔

(ن - ص)

نونہال دینیات : پیش کش بیت الحکمت۔ پتہ : بند مراد خان' پوسٹ آفس مدینۃ الحکمت ' کراچی ۷۴۷۰۰ - ۵ حصوں کے مجموعی صفحات ۱۹۴۔ کاغذ دبیز سفید' طباعت خوشنما' ٹائٹیل قدیم طرز نقاشی کے ساتھ کئی رنگوں میں' دبیز آرٹ پیپر پر۔

یہ پہلی سے پانچویں جماعت تک دینیات کا نصابی سیٹ ہے۔ اس میں مجموعی طور پر بھی زبان بڑی آسان ہے۔ مگر درجات کے لحاظ سے بھی تدریجا" مضامین کی وسعت کے بڑھنے کے ساتھ ساتھ زبان کی سطح بھی بلند ہوتی ہے۔ پہلے حصے میں اللہ ' اللہ کے رسول" ہمارا دین (لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا تصور) ' ماں باپ' استاد کا ادب' سچائی' دیانت' نیک عادتیں (نظم)۔ نظمیں اور بھی ہیں' نیز رنگین تصویریں فوٹو آرٹ پیپر پر۔ کمال یہ کہ نہایت خوبصورت تصویریں مگر جانداروں کی نہیں۔

اسی طرح بقیہ حصوں میں ایک ایک درجے کے مطابق مضامین اور ہر مضمون کے خاتمے پر ایسے سوالات جو طلبہ کے حافظے کے لیے بھی معاون ہوں' اور ان کے حقیقی علم کا بھی اندازہ ہو کہ انہوں نے پڑھ کر کیا اخذ کیا۔

تمام حصوں کے آغاز میں حکیم محمد سعید صاحب کا پیش لفظ جس میں علی الخصوص یہ بتایا گیا ہے کہ اس سلسلہ "نونہال دینیات" کو سابق ریاست حیدر آباد دکن کے اسکولوں میں مروجہ نصاب کو سامنے رکھ کر مرتبین نے نئی شکل میں لکھا۔ حیدر آبادی کتبِ دینیات کی ترتیب و تدوین مولانا مناظراحسن گیلانی، پروفیسر عبدالباری ندوی، مولانا عبدالقدیر صدیقی، مولانا سید ہاشمی فرید آبادی جیسے بزرگوں کی زیر نگرانی ہوئی تھی۔

وہ نوٹ بھی بڑا اہم ہے جو "اساتذہ کے لیے" کے عنوان سے ان رسائل کے خاتمے پر لکھا گیا ہے۔ نیز یہ سفارش بھی کی گئی ہے کہ اساتذہ حسبِ ذیل کتابوں سے بھی استفادہ کریں: "اسلام کیا ہے؟" (محمد منظور نعمانی) "تعلیم الاسلام" (مفتی کفایت اللہ) "دین کی باتیں" (محمد عبدالحیؒ) "خطبات" (ابوالاعلیٰ مودودیؒ)۔ یہاں اگر مولانا مودودیؒ کے رسالہ دینیات کا بھی ذکر ہوجاتا تو اچھا تھا، کیونکہ وہ نصابی ضروریات کے مطابق لکھا گیا تھا۔ یہ بہرحال ایک اچھا نمونہ ہے جو حکیم محمد سعید، صاحب بیت الحکمتہ نے پیش کیا ہے۔

اسلامی نصابی کتبِ دینیات کی ان دنوں بڑی مانگ ہے۔ شائقین اس سیٹ کو بھی دیکھیں اور کم از کم مدارس کی لائبریریوں میں یہ پانچوں رسائل موجود ہونے چاہئیں۔

(ن - ص)

مولانا ابوالکلام آزاد — آثار و افکار: مولفہ محمود واجد ہاشمی۔ ناشر: ادارۂ تحقیقات افکار و تحریکات ملی، پاکستان ملنے کا پتہ: مکتبہ رشیدیہ، مراد سٹریٹ، پاکستان چوک، کراچی۔ دوسرا پتہ: مکتبہ شاہد، علی گڑھ کالونی، کراچی ۴۱، صفحات ۱۲۸، کتابت و طباعت متوسط۔ مجلد مع گردپوش مزین بہ تصویر مولانا آزاد۔ قیمت ۳۵ روپے۔

محمود واجد ہاشمی مشہور افسانہ نگار ہیں۔ ایم اے ہیں۔ ان کے سفرِ تعلیم و سیاحت ذوق کی بڑی لمبی کہانی ہے۔

اس کتاب میں مولانا آزاد کے متعلق ایک قابلِ توجہ انٹرویو ہے جو محمود واجد صاحب نے محمد ابراہیم زکریا (عرف مسٹر صاحب) سے لیا۔ دوسرا اہم مضمون "مولانا ابوالکلام خطوط کے آئینے میں" کے عنوان سے ہے۔ اس مضمون کی تمہید بجائے خود بہت معلوماتی اور دلچسپ ہے۔ پہلا ہی خط ایک صاحب کی طرف سے دوسری شادی کرنے کے لیے استفسار اور استشارہ پر مشتمل ہے۔ بہت اچھا جواب دیا ہے۔ اس کا ایک جملہ ہے "صداقتِ حیات بجز قربانی کے اور کچھ نہیں، اگر ہم اپنی خواہشوں کو قربان نہیں کرسکتے تو پھر نہ دنیا میں محبت ہے، نہ سچائی اور نہ انسان"۔ پھر یہ

جملہ کہ "دل سے اوپر بھی ایک طاقت ہے اس کو جگا دیجیے سونے نہ دیجیے۔ وہ دل کی لگام جس طرف چاہے گی موڑ دے گی۔" خط ۱۳ میں نصیحت کرتے ہیں کہ "بہت سے لوگ باوجود صلاحیت و قابلیت کے اپنی زندگی سے کوئی بڑا کام مدت العمر نہ لے سکے۔ صرف اس لیے کہ کوئی مستقل نظامِ عمل ان کے سامنے نہ تھا۔" یہ کل ۲۷ خط ہیں۔

تیسرا مضمون درسِ قرآنِ حکیم ۵ فروری ۱۹۱۶ء سے چل کر ۲۷ مارچ ۱۹۱۶ء پر ختم ہو جاتا ہے۔ اس میں مولانا کے خاص اندازِ فکر کے ساتھ فہمِ قرآن اور تفہیمِ قرآن کے نمونے ملتے ہیں۔ ان چیزوں کو درج کرنا بڑا مشکل ہے۔

میں ایک بات ضرور کہنا چاہتا ہوں کہ سیاسی مناقشات اور مخالفتوں کو علم و تحقیق کی سلطنت کو پارہ پارہ نہ کر دینا چاہیے۔ دنیا کا ہر آدمی، ہر ادارہ، ہر مذہب کے لوگ ہر قسم کے فلسفی اور ادیب اس قابل ہیں کہ ان کی کاوشوں سے استفادہ کیا جائے۔ اصول وہی کہ **خذ ماصفا و دع ماکدر**، اور اس اصول کا پیمانہ بھی کتاب و سنت اور ان کے سائے میں پرورش پانے والی عقل ہے۔

(ن-ص)

تجارتی سود اور عالمی انتشار: مولف: محمد عظیم اللہ — نظام پورہ، گورکھپور، یو، پی، انڈیا۔ صفحات ۱۲۸۔ قیمت درج نہیں۔

سود نجی ہو یا تجارتی قرآن مجید کی نصِ صریح **احل اللہ البیع و حرم الربوا** کی رو سے بالاتفاق قطعی حرام ہے نیز ارشادات نبویؐ میں بھی اس کی ابدی حرمت بصراحت بیان ہوئی ہے اسی بنا پر امتہ مسلمہ مجموعی طور پر سود کی قطعی حرمت کی قائل ہے۔

سود کاری جس ملک یا قوم کے نظامِ معیشت میں داخل ہو جاتی ہے وہاں انسانیت کا ارتقاء رک جاتا ہے۔ البتہ فلک بوس بے فائدہ عمارتوں اور محلات کی کثرت ہو جاتی ہے۔ ملک میں طبقاتی تقسیم ہو جاتی ہے، جس کے نتیجہ میں محبت و خلوص، ایثار و قربانی، ہمدردی، خیر خواہی اور غمگساری کی جگہ حرص و طمع، خود غرضی، مفاد پرستی، اقربا پروری، بخل و کنجوسی ایسی صفات لے لیتی ہیں جو لوگوں میں باہمی عداوت اور دشمنی کا موجب بنتی ہیں۔ یہی چیز تاریخ انسانی میں انسانیت اور تہذیب و اخلاق کے لیے زہرِ قاتل ثابت ہوتی ہے۔

ایسی مہلک و تباہ کن چیز کے بارے میں اس کتاب میں تجزیہ کرکے دلائل سے سمجھانے کی کوشش کی گئی ہے کہ سود خوری کے ناسور نے عالمی معاشروں میں تباہ کن اثرات مرتب کیے

بقیہ بر صفحہ ۴۸